# مسیحی دینیات اور بین المذاہب تعلقات

## *Early Christian theology and inter –religions Relations*

فرخ ناز*

***Abstract:***

*Christianity in itself is a reformative offshoot of Judaism rather than a separate faith. The massage of Jesus Christ was directed at Jews and Jew formed the core of his early follower. In his early stage he was respected, honored and welcomed by his jew community.*

*But as soon as he projected the universalism of Torah (Pentateuch) and declared Judaism as Inclusive religion the community fell in hostility toward him and led him to crucify. In his early theology he gave the message of love, respect and tolerance to the light of a candle in room. The New Testament and it satellite portions unveil his and of his early followers teachings and their theological trend and behavior towards other nations and faiths. In this article the above mentioned teachings and theological policy of Jesus Christ and Saint Paul, an immediate stream him of Christianity has been abstracted from New Testament. It may help today's Christianity to revise it religious teachings toward Islam and blasphemous behavior other religions and hence minimize the political tensions throughout the world.*

قرآن کریم یہودی مسیحی دنیاکے لیے مجموعی طور پر اہل کتاب کی اصطلاح وضع کرتا ہے۔ اور اسی طرز پر انہیں خطاب کرکے اسلام کی طرف بلاتا ہے۔ اسلام کی طرح مسیحیت بھی ایک دعوتی مذہب رہا ہے۔ اور خود یہودیت کی طرح ماسوائے چند کے عظیم حوادث کا شکار نہیں بنا ہے۔ قرآن کریم کی رُو سے مسیحیت کا دینی ادب انجیل ہے، جس پر باب دوم کے فصل دوم میں پوی شرح وبسط کے ساتھ بحث ہوچکی ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات دراصل یہودیت کے بگڑے ہوئے صور تحال کی اصلاحی کوششوں کا مظہر ہیں۔ ان کا تعلق ایک یہودی فریسی خاندان سے تھا۔ اور ان کے درمیان ہی ان کی پرورش ہوتی تھی۔ ابتداء میں وہ یہودیت کے اساسی مصادر، اصطلاحات اور نصوص کی

* ریسرچ سکالر شعبہ اسلامیات پشاور یونیورسٹی

تعبیر کے منہج کو بطور سند مانتے تھے۔ اس حد تک یہودی اس سے خوش رہے اور انھیں مسیح موعود سمجھا۔ لیکن جب حضرت عیسیٰؑ نے دو نکات پر زور دیا تو یہودی طبقہ نے ان کے خلاف تحریک چلائی۔ اولاً ان کا مؤقف تھا کہ موعود بادشاہت آسمانی، سے مراد روحانی جدو جہد کے ذریعے اخروی نجات حاصل کرنا ہے۔ اس کے برعکس یہودیوں کا مؤقف تھا کہ آسمانی بادشاہت، دنیاوی اور مادی حکمرانی کے نام کی کوئی چیز ہے، جس میں بر سرِ اقتدار طبقہ ڈنڈا ہاتھ میں لیکر محکوم طبقے کو مارتا رہتا ہے۔ یہ آسمانی بادشاہت سے متعلق یہ تصوّر ہر دور میں یہودیت کے اندر پائی جاتی ہے۔ ہر دور میں انھوں نے مسیح موعود اور آسمانی بادشاہت کے ذریعے اپنے مظالم کے انتقام کی خوشخبری سنائی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کے مؤقف کے تحت آسمانی بادشاہت کا دارومدار روحانیت پر مبنی تھی اور اس کا انعقاد وقوع قیامت پر منحصر تھا۔ اس میں رجوع الی اللہ کا تصوّر شامل تھا۔

چنانچہ ایک بار اس سے پوچھا گیا کہ خدا کی بادشاہی کب آئیگی تو اس نے جواب میں کہا:

خدا کی بادشاہی ظاہری طور پر نہیں آئیگی اور لوگ یہ نہ کہیں گے کہ دیکھو یہاں ہے، وہاں ہے، کیونکہ دیکھو خدا کی بادشاہی تمہارے درمیان ہے"[1]۔

ثانیاً۔ ان کا مؤقف تھا کہ شریعت موسوی نسلی نہیں بلکہ عالمی پیغام ہے۔ اور یہ کہ تمام دنیا کے لوگوں کو بلا لحاظ رنگ و نسل تورات کو قبول کرنے، اس کو سمجھنے، اس کی اشاعت کرنے اور اس کے پیروکار کہلانے کا حق حاصل ہے۔ اس حوالے سے ان کے نزدیک یہودیت کوئی اخراجی Exclusive نہیں بلکہ دعوت اور روحانیت Inclusiveness کا ہم معنی مذہب تھا۔

ان دونوں تصوّرات نے وہ بندھن اور گرہیں توڑ ڈالے جو یہودی فرقوں نے دینیات کی شکل میں بُنے تھے۔ مثلاً اللہ کا صرف یہود کے لئے ہونا یا دنیا کا یہود کے لئے ہونا، یا صرف یہود کا عباد منتخبہ Chosen People اور عبادِ محبوبہ Beloved people ہونا، تورات کا صرف یہودیت کے لئے اور یہودیت پر صرف نسلی یہودیوں کا قبضہ رہنا وغیرہ۔

اس تناظر میں جب یہودیوں نے ان کو غیر یہودی لوگوں کے ساتھ ملتے جلتے دیکھا تو انکے اس عمل کو شریعت کے خلاف سمجھا۔ کیونکہ عالمگیریت کا دعویٰ ان کے مذہبی اور مخصوص دینیاتی طرزِ فکر کے خلاف ایک بغاوت کے مترادف تھا۔ اس سے پہلے کہا جا چکا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے یہودی فریسیوں کے غیر عالمگیر نظریہ کے خلاف اپنے خطاب میں ادعائی طرز تکلم اختیار کیا تھا۔ اور وہ ان کے سامنے غیر یہودیوں کے ساتھ ملکر کھانا کھانے بیٹھ جاتے تھے[2]۔

ان کے عالمی اور معاشرتی تعلیمات تحمل و برداشت کا کھلا ثبوت ہیں۔
مثلاً انہوں نے فرمایا:
اپنے پڑوسی سے محبت کر۔ اپنے دشمنوں سے محبت کر اور اپنے ستانے والوں کے لئے دعا کر[۳]۔
"جو تمھیں بیگار کے لئے بلائے اس کے ساتھ چل۔ جو تم سے قرض مانگے قرض دو۔ جو تمہیں ایک تھپڑ مارے تو دوسرا پھیر۔ شریر کا مقابلہ مت کر۔ انتقام مت لو[۴]۔
حالانکہ یہودی فلسفہ اخلاق و معیشت کی رو سے غیر یہودی یہودی دشمن ہے۔ جس کی نہ گناہ معاف ہو سکتی ہے۔ اور نہ اس کو بلا سود قرضہ دیا جا سکتا ہے۔
حضرت عیسیٰؑ کے تصوّر و تعلیمات کے مطابق یہودیت کسی خاص قوم کا مذہب نہیں تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ آسمانی بادشاہت کا وعدہ صرف یہودی قوم کے ساتھ محدود نہیں بلکہ کوئی بھی قوم روحانیت کی بنیاد پر اسے حاصل کر سکتا ہے۔ چنانچہ انھوں نے ایک موقع پر آسمانی بادشاہت سے متعلق خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔
"اے ریاکار فقہیوں / فریسیو! تم پر افسوس کہ آسمان کی بادشاہی لوگوں پر بند کرتے ہو۔ کیونکہ نہ تو آپ داخل ہوتے ہو اور نہ داخل ہونے والوں کو داخل ہونے دیتے ہو"[۵]۔
دیگر قوموں کو یہودی دشمن سمجھتے تھے۔ اور اپنے ہم قوموں کو دوست خیال کرتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ دوسروں کے ساتھ دشمنی اور اپنے ہم قوموں کے ساتھ دوستی ہی شریعت کی بنیاد ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے اس تصوّر کو ردّ کرتے ہوئے فرمایا:
"تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا۔ کہ اپنے پڑوسی سے محبت رکھو اور دشمن سے عداوت۔ لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت اور اور اپنے ستانے والوں کے لئے دعا کرو"[۶]۔
"اگر تم اپنے محبت رکھنے والوں ہی سے محبت رکھو تو تمہارے لئے کیا اجر ہے کیا محصول لینے والے ایسا نہیں کرتے؟ اگر تم فقط اپنے بھائیوں ہی کو سلام کرو، یہ زیادہ کرتے ہو کیا غیر قوموں کے لوگ ایسا نہیں کرتے۔ پس چاہیئے کہ تم کامل ہو جیسا تمہارا آسمانی باپ (اللہ) کامل ہے"[۷]۔
اس سے پہلے حضرت یسعیاہؑ نے حضرت عیسیٰؑ سے متعلق یہ پیشنگوئی کی تھی:
"یہ غیر قوموں کو انصاف دیگا، نہ جھگڑا کریگا، نہ شور اور اللہ کے نام سے غیر قومیں امید رکھیں گے"[۸]۔
انھوں نے آسمانی بادشاہت کو خفیہ خزانے سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا:

"آسمانی کی بادشاہی کھیت میں چھپے ہوئے خزانہ کی مانند ہے۔ جس آدمی نے پاکر چھپادیا اور خوشی کے مارے جا کر جو کچھ اسکا تھا بیچ ڈالا اور اس کھیت کو مول لیا" [۹]۔

حضرت یسعیاہؑ کی طرح حضرت شمون ربیؒ نے بھی حضرت عیسیٰؑ کو غیر قوموں کے حق میں روشن دھندہ قرار دیا ہے۔ انھوں نے فرمایا:

"غیر قوموں کو روشنی دینے والا اور اسرائیل کا جلال" [۱۰]۔

حضرت عیسیٰؑ کا موقف تھا کہ شریعت کی مثال چراغ کی مانند ہے۔ اور اس کا کام بلا تفریق روشنی فراہم کرنا ہوتا ہے، جب وہ جلایا جاتا ہے۔ تو اسکی روشنی کو محدود نہیں کیا جاسکتا۔ انھوں نے فرمایا:

"کوئی شخص چراغ جلا کر برتن سے نہیں چھپاتا نہ پلنگ کے نیچے رکھتا ہے۔ بلکہ چراغدان پر رکھتا ہے، تاکہ اندر آنے والوں کو روشنی دکھائی دے" [۱۱]۔

"اے شرع کے عالمو! تم پر افسوس ہے کہ تم نے نجات کی کنجی چھین لی، آپ بھی داخل نہ ہوئے اور داخل ہونے والوں کو بھی روکا" [۱۲]۔

روحانی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت عیسیٰؑ نے بنی آدم کا ذکر کیا ہے صرف بنی اسرائیل کا نہیں۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ معاصر اقوام سے متعلق حضرت عیسیٰؑ اور اس کے دین کا موقف دوستانہ اور مشئیت تھا۔ انھوں نے فرمایا:

"اگر تم ابن آدم کو اوپر جاتے دیکھوگے جہاں وہ پہلے تھا تو کیا ہوگا۔ زندہ کرنے والی تو روح ہے جسم سے کچھ فائدہ نہیں" [۱۳]۔

"میں نور ہو کر دنیا میں آیا ہوں تاکہ جو کوئی مجھ پر ایمان لائے اندھیرے میں نہ رہے۔ میں دنیا کو مجرم ٹھہرانے نہیں بلکہ دنیا کو نجات دینے آیا ہوں" [۱۴]۔

حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں مندرجہ بالا بائبلی اقتباسات غیر قوموں سے متعلق ان کے دینی رویہ اور رجحان کی نشاندہی کرتی ہے۔ یہی وہ چیز تھی جو ان کے خلاف یہودیوں کے سازش کا موجب بنی۔ یہ بات یوحنا نے یہودی فریسی عالموں کی زبانی خود تحریر کی ہے۔ یوحنا کہتا ہے کہ فریسی یہودیوں نے آپس میں کہا:

"اگر ہم اسے یوں ہی چھوڑ دیں تو سب اس پر ایمان لائیں گے اور رومی آکر ہمارے جگہ اور قوم دونوں پر قبضہ کر لیں گے۔۔ یسوعؑ اس قوم کے واسطے آگیا۔ اور نہ صرف اس قوم کے واسطے بلکہ اس واسطے بھی کہ خدا کے پروگندہ فرزندوں کو جمع کرکے ایک کر دے" [۱۵]۔

موجودہ مسیحی ادب کا سب سے بڑا ضابط Streamliner پولس ہے۔ جو سینٹ پال کے نام سے معروف ہے۔ اور جو خود یہودی نژاد ہے۔ اس کا پرانا یہودی نام ساؤل ہے۔ مسیحی ادب خصوصاً انا جیل اربعہ، اعمال اور خطوط Epistles پر اسکی افکار، نظریات اور اختراعات کی چھاپ نمایاں ہے۔ وہ موجودہ مسیحی عقائد و شعائر جیسے تثلیث، کفارہ اور تہواروں کا موجد ہے۔ یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ جدید مسیحیت میں سینٹ پال خود حضرت عیسیٰؑ سے بڑھ کر چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ بہر حال اور قطع نظر اس سے کہ سینٹ پال نے مسیحیت کا بیڑا کس حد تک عرق کر دیا ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ سینٹ پال نے مسیحیت کو غیروں تک پہنچانے میں کوئی رقیقہ فروگذرشت نہیں کیا ہے۔ اس سے حضرت عیسیٰؑ کے باقی شاگردوں پطرس، برناباس اور متی یعقوب، یوحنا اور دیگر حوارین نے دورِ ابتلا Age of Persecution کے پہلے مرحلے میں مسیحیت کو بیرونی دنیا میں متعارف کیا۔ ان کے فوراً بعد ان کے شاگروں جیسے لوقا اور مرقس نے بھی تبلیغ مسیحت کا بیڑا اُٹھایا۔

یہودیت کے برعکس سینٹ پال بھی عالمی مسیحیت کا پرچاری ہے اور عبرانی الہیات (Hebrew theology) کو غیر قوموں کے درمیان تعلقات کی نوعیت کو اجاگر کرکے سینٹ پال کہتا ہے:

"پس تم کو معلوم ہو کہ خدا کی اس نجات کا پیغام غیر قوموں کے پاس بھیجا گیا ہے اور وہ اسے سُن بھی لیں گے"[۱۶]۔

"بھائیو! میں اس سے تمہارا ناواقف نہیں رہنا چاہتا کہ میں نے بارہا تمہارے پاس آنے کا ارادہ کیا۔ تاکہ جیسا مجھے اور غیر قوموں میں پھل مِلا ویسا ہی تم میں بھی ملے۔۔۔ میں یونانیوں اور غیر یونانیوں، داناؤں اور نادانوں کا قرضدار ہوں"[۱۷]۔

"کیا خدا صرف یہودیوں کا ہے غیر قوموں کا نہیں۔ بے شک غیر قوموں کا بھی ہے۔ کیونکہ ایک ہی خدا ہے جو مختونوں اور نامختونوں کو ایمان کے وسیلے سے راستباز ٹھہرائے گا"[۱۸]۔

"یہ وعدہ کہ وہ دنیا کا وارث ہوگا۔۔۔وہ وعدہ کل نسل کے لئے قائم ہے نہ صرف اس نسل کے لئے جو شریعت والی ہے بلکہ اس کے لئے بھی جو ابراہام کی مانند ایمان والی ہے"[۱۹]۔

"ہمارے ذریعہ سے جن کو اس نے نہ فقط یہودیوں میں سے بلکہ غیر قوموں میں سے بھی بلایا۔۔۔ چنانچہ ہوسیع کی کتاب میں بھی خدا یوں فرماتا ہے کہ جو میری امت نہ تھی اسے اپنی امت لکھوں گا اور جو پیاری نہ تھی اسے پیاری کہوں گا"[۲۰]۔

"اور غیر قومیں بھی رحم کے سبب سے خدا کی حمد کریں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ اس واسطے میں غیر قوموں میں تمھارااقرار کروں گا۔۔۔۔

اے غیر قومو! اسکی امت کے ساتھ خوشی کرو۔

اے سب غیر قومو! خداوند کی حمد کرواور سب امتیں اسکی ستائش کریں"[۲۱]۔

"جب غیر قومیں روحانی باتوں میں ان کی شریک ہوئی ہیں لازم ہے کہ جسمانی باتوں میں بھی ان کی خدمت کریں"۔[۲۲]

"مجھے خدا کی طرف سے غیر قوموں کے لئے مسیح یسوع کے خادم ہونے کی توفیق ملی ہے۔ کہ میں خدا کی خوشخبری کی خدمت کاھن کی طرح انجام دوں۔ تاکہ غیر قومیں نذر کے محور پر روح القدس سے مقدس بن کر مقبول ہو جائیں"[۲۳]۔

"ہم سب نے خواہ یہودی ہوں، خواہ یونانی، خواہ غلام خواہ آزاد۔ ایک ہی روح کے وسیلہ سے ایک بدن ہونے کے لئے بپتسمہ لیا"[۲۴]۔

"مگر تم جو پہلے دور تھے۔ اب مسیح یسوع میں مسیح کے خون کے سبب نزدیک ہو گئے ہو۔ کیونکہ وہی ہماری صلح ہے جس نے دونوں کو ایک کر لیا۔ اور جدائی کی دیوار جو بیچ میں تھی ڈھادیا۔۔"[۲۵]۔

اسی سبب سے میں پولس تم غیر قوم والوں کی خاطر مسیح یسوع کا قیدی ہوں"[۲۶]۔

مذکور اقتباسات پولس کے چند خطوط سے لی گئی ہیں جو انہوں نے رومیوں، کرنتھیوں اور افیسون کے نام لکھی ہیں۔ اور جو عہد نامہ جدید کا ایک بڑا حصہ تشکیل کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ پولس نے گلتیوں، فلپیوں، کلسیوں، تھسلنیکیوں، تمتھس، قطس، فلیمون اور عرانیوں کے نام اسی مفاہم پر مشتمل خطوط لکھے۔ یہ خطوط بھی عہد نامہ جدید کا حصہ ہیں۔

یہ تمام خطوط ابتدائی مسیحیت کی نمائندگی کرتی ہیں کہ غیر قوموں کے بارے میں مسیحی پرچاری یعنی پولس کا رویہ کیسا تھا۔ یہ خطوط اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں۔ کہ پولس نے یہودی روش سے ہٹ کر مسیحیت کو ادخالی Inclusive مذہب کے نام سے متعارف کیا۔ اور دور دراز کی تبشیری سفر طے کرکے اور مراسالات کے ذریعے بھی مذکورہ بالا اقوام کو مسیحیت کیطرف بلایا۔

شمعون پطرس (St. Peter) اور غیر قومیں:

شمعون پطرس کا شمار حضرت عیسیٰؑ کے نامور صحابہ میں ہوتا ہے۔ گو مسیحی ادب میں وہ نمایاں نظر نہیں آتے پھر بھی پطرس کے دو خطوط عہد نامہ جدید میں شامل ہیں۔ جو اس نے پنطس، گلتیہ، کپدکیہ، آسیہ اور بتھنیہ کے باشندوں کے نام لکھیں ہیں۔

اس سے پہلے عہد نامہ جدید کے کتاب اعمال (Acts) میں شمعون پطرس نے غیر قوموں کو خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ:

"اے بھائیو! تم جانتے ہو۔ کہ بہت عرصہ ہوا جب خدا نے تم لوگوں میں سے مجھے اس لے چُنا کہ غیر قومیں میری زبان سے خوشخبری کا کلام سن کر ایمان لائیں"[۲۷]۔

شمعون پطرس اپنے ساتھیوں کو خطاب کرکے کہتا ہے:

"اور غیر قوموں میں اپنا چال چلن نیک رکھو تاکہ جن باتوں میں وہ تمہیں بدکار جان کر تمہاری بد گوئی کرتے ہیں تمھارے نیک کاموں کو دیکھ کر انہی کے سبب ملاحظہ کے دن خدا کی تمجید کریں"[۲۸]۔

شمعون پطرس نے غیر قوموں کو آسمانی بادشاہت میں حصہ دار ٹھہراتے ہوئے فرمایا:

"اے بھائیو! اپنے بلاوے اور برگزیدگی کو ثابت کرنے کی زیادہ کوشش کرو کیونکہ اگر ایسا کروگے تو کبھی ٹھوکر نہ کھاؤگے۔ بلکہ اس سے تم ہمارے خداوند اور منجی یسوع مسیح کی ابدی بادشاہی میں بڑی عزت کے ساتھ داخل کئے جاؤگے"[۲۹]۔

**یعقوب حواری اور غیر قومیں:**

یعقوب حواری بارہ شاگردوں میں سے ہیں۔ وہ غیر قوموں کو ترغیب دیتے ہیں کہ وہ بھی خدا کو تلاش کریں۔

"سب قومیں جو برائے نام کی کہلاتی ہیں، خداوند کو تلاش کریں"[۳۰]۔

بارہ قبائل کے نام یعقوب حواری کا خط عہد نامہ جدید میں شامل ہے۔ اپنے رفقاء کے ارسال کردہ خطوط کی طرح یہ بھی ایک عالمی دعوت پر مشتمل ہے۔

اس خط میں پطرس نے مساوات بین الناس کا عام درس دیا ہے اور کہا ہے۔

"یسوع مسیح کا بیان تم میں طرفداری کے ساتھ نہ ہو کیونکہ اگر ایک شخص تو سونے کی انگوٹھی اور عمدہ پوشاک پہنے ہوئے تمہاری جماعت میں آئے اور ایک غریب آدمی میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے آئے۔ اور تم اس عمدہ پوشاک والے کا لحاظ کرکے کہو کہ تو یہاں اچھی جگہ بیٹھ اور اس غریب شخص سے کہو کہ وہاں کھڑا رہ یا میرے پاؤں کی چوکی کے پاس بیٹھ۔ تو کیا تم نے آپس میں طرفداری نہیں کی۔ اور بدنیت

منصب دار نہ بنے؟اے پیارے بھائیو! سنو! کیاخدا نے اس جہان کی غریبوں کو ایمان میں دولتمند اور اس بادشاہی کے وارث ہونے کے لئے بر گزیدہ نہیں کہا جس کا اس نے اپنے محبت کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے؟۔"[۳۱]۔

یوحنا (John) بارہ حوارئین میں سے ہے۔ مسیحی عقائد کے مطابق عہد نامہ جدید کا چوتھا حصہ بنام انجیل یوحنا اسکی طرف منسوب ہے۔ جس میں اس نے حضرت عیسیٰؑ کے حالاتِ زندگی، تعلیمات اور افکار کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ انجیل یوحنا کے علاوہ یوحنا کے تین خطوط عہد نامہ جدید میں شامل ہیں۔
یوحنا غیر قوموں میں مسیحی ملبغین کی بے غرض تبلیغ کی ستائش کرتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور کہتا ہے:

"اے پیارے۔ جو کچھ تو ان بھائیوں کے ساتھ کرتا ہے جو پردیسی بھی ہیں وہ دیانت سے کرتا ہے۔ انہوں نے کلیسا کے سامنے تیری محبت کی گواہی دی تھی۔ اگر تو انہیں اس طرح روانہ کریگا جس طرح خدا کے لوگوں کو مناسب ہے تو اچھا کریگا۔ کیونکہ وہ اس نام کی خاطر نکلے ہیں اور غیر قوموں سے کچھ نہیں لیتے۔ پس ایسوں کی خاطر داری کرنا ہم پر فرض ہے تاکہ ہم بھی حق کی تائید میں انکے ہم خدمت ہوں"[۳۲]۔

مذکورہ بالا بحث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ابتدائی ادوار میں دیگر اقوام سے متعلق مسیحی مذہب کی پالیسی دوستانہ اور انتہائی حدتک دعوتی تھی۔ محبت تواضع، خندہ پیشانی، تحمل و برداشت غیر کی اصولوں کی بنیاد پر مسیحی مذہب نے دیگر اقوام کے ساتھ رابطہ کیا۔ اور اسی بناء پر مسیحیت کو فروغ ملا، تاآنکہ رومی جو کسی زمانے میں یہودی ایما پر مسیحیوں کے جانی دشمن تھے اور جو تین سو سال تک مسیحی مبلغین کا چمڑا اتارنے میں مصروف رہے انھوں نے ۳۲۵ء میں نہ صرف مسیحیت کو قبول کیا بلکہ چار دانگ عالم میں اسکی اشاعت بھی کی۔ اس کے بر عکس یہودیت اس اعزاز سے محروم رہی۔

## حواشی وحوالہ جات

[۱] لوقا: ۱۷: ۲۰

[۲] متی: ۱۳: ۱۰۔۹۔

[۳] مذکور، ۵: ۲۳

[۴] مذکور۔ ۵: ۲۲۔ ۲۰۔

۵ مذکور: ۲۳: ۱۲

۶ مذکور ۵: ۴۵۔

۷ مذکور: ۵: ۶۵۔

۸ یسعیاہ ۲: ۱ومابعد

۹ متی، ۱۴: ۱۳

۱۰ لوقا: ۳۲: ۳۱

۱۱ مذکور، ۸: ۱۶

۱۲ مذکور، ۱۱: ۵۱۔

۱۳ یوحنا: ۶: ۶۲۔

۱۴ مذکور، ۱۳: ۴۴, ۴۸۔

۱۵ یوحنا، ۵۲۔ ۵۳۔

۱۶ اعمال ۲۸: ۲۸

۱۷ رومیوں، ۲: ۲۳, ۲۴۔

۱۸ مذکور، ۳: ۴۰۔

۱۹ مذکور، ۴: ۱۳

۲۰ مذکور، : ۱۰: ۵۔

۲۱ مذکور، ۱۱: ۱۵۔۱۹

۲۲ مذکور: ۱۵: ۲۷۔

۲۳ مذکور، ۱۵: ۱۵۔۱۷۔

۲۴ کرنتھیوں، ۱۲: ۱۳۔

۲۵ افسیون، ۲: ۱۳, ۱۴۔

۲۶ مذکور، ۳: ۱۔

۲۷ اعمال، ۱۵: ۷

۲۸ نامہ پطرس اوّل، ۲: ۱۲

---

۲۹ نامہ پطرس دوم: ۱۰: ا۔ ۱۰

۳۰ اعمال: ۱۷: ۱۵۔

۳۱ نامہ یعقوب: ا: ۲۔۵۔

۳۲ یوحنا، ۵: ا۔۸۔